© rasailojaraid.com

نحل لقطتها الا المنود۔	نہ اس کی گم شدہ چیز حلال ہو سکتی ہے بجز اس
(صحیح بخاری)	کے جو اس کو تلاش کر رہا ہو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے مہتم بالشان خطبہ وہ ہے جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیا تھا۔ یہ خطبہ احکام کا مجموعہ ہے جس کو قدرۃً خشک اور روکھا پھیکا ہونا چاہیئے تاہم فصاحت و بلاغت، روانی اور شستگی الفاظ کے لحاظ سے یہ خطبہ بھی اور خطبوں سے کم نہیں۔ آپ نے حمد و نعت کے بعد اس خطبہ کی اہمیت اس طرح ظاہر کی۔

ایھا الناس اسمعو فانی لا	"لوگو سنو! کیونکہ شاید میں
ادری لعلی لا القاکم بعد	اس سال کے بعد اس جگہ اس مہینہ
عامی ھذا فی موقفی ھذا	میں اس شہر میں تم سے، نہ مل سکوں"۔
شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا	(صحیح بخاری)

"کیا جانتے ہو آج کونسا دن ہے؟ لوگوں نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو علم ہے"۔

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا "یوم الحرام" ہے۔ کیا جانتے ہو کہ یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا "بلد الحرام" ہے۔ کیا جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شہر حرام ہے۔

اسی طرح جب لوگوں کے دل میں اس دن، اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کا خیال تازہ ہو گیا تو آپ نے اصل مقصد بیان فرمایا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا، "خدا نے تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری آبرو، تم پر اس مہینہ میں، اس شہر میں، اور اس دن کی حرمت کی طرح حرام کیا ہے۔ بعد میں کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو"۔

آپ نے ان الفاظ میں مساوات کی تعلیم دی:۔

ان ربکم واحد، ان	تمہارا خدا ایک، تمہارا باپ ایک تم
اباکم واحد۔ کلکم من	سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی کے بنے تھے
آدم و آدم من تراب ان	خدا کے نزدیک تم میں شریف تو وہ ہے جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ زیادہ پرہیزگار ہے۔"

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک واعظ اور معلّم کی حیثیت سے جو خطبے دیتے ہیں۔ وہ اگرچہ نہایت سادہ ہیں تاہم ان میں بھی بلاغت کا عنصر موجود ہے ایک اخلاقی واعظ کے لئے پیچدار ترکیب، شاندار الفاظ اور تشبیہ و استعارہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کو صرف سادہ الفاظ واضح جملے اور مختصر ترکیبوں سے مطالب کو ذہن نشین کرنا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اس حیثیت سے جو خطبے دیئے ہیں وہ تمام تر اسی قسم کے ہیں۔ مدینہ طیبہ آکر سب سے پہلے جو فقرہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا:

ایھا الناس افشوا السلام و (لوگو! سلام پھیلاؤ، کھانا کھلایا کرو،
اطعموا الطعام وصلوا بالیل اس وقت نماز پڑھا کرو جب لوگ سو
والناس نیام تدخلوا الجنۃ رہے ہوں، جنت میں سلامتی کے ساتھ
بسلام (صحیح بخاری) داخل ہو جاؤ گے۔

ایک دفعہ آفتاب کو گرہن لگا۔ اتفاق سے اسی دن آپ (صلی اللہ علیہ سلم) کے کمسن فرزند حضرت ابراہیم نے وفات پائی تھی۔ مزعومات عرب کے مطابق لوگوں نے کہا کہ یہ گرہن اسی لئے لگا ہے آپ نے اس موقع پر ایک بلیغ خطبہ دیا۔ جو کتب حدیث میں مذکور ہے۔ (جاری ہے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صاحبزادہ برق التوحیدی قسط نمبر ۲

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

برادرانِ یوسف سے مؤدبانہ التماس!

چند احادیث

علامہ شوکانیؒ نے اپنے اس شکوہ کے ساتھ چند احادیث بھی ذکر کی ہیں جن سے ان کے اس مدعی کی تائید ہوتی ہے کہ شراب علی الاطلاق ہر چیز کو کہتے ہیں جس سے عقل پر پردہ پڑ جائے۔ نہ یہ کہ شراب انگور کے ساتھ خاص ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا:

۱۔ "اما بعد ایها الناس انه نزل تحریم الخمر وهی من خمسة من العنب والتمر والعسل والحنطة والشعیر والخمر ما خامر العقل" (متفق علیه)

۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "ان من الحنطة خمرا ومن الشعیر خمرا ومن الزبیب خمرا ومن التمر خمرا وکل مسکر حرام" (مسلم وغیرہ)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"ان الخمر حرمت والخمر یومئذ والبسر والتمر" (متفق علیه)

۴۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"کل مخمر خمر وکل مسکر حرام" (ابو داؤد)

ہم نے یہ احادیث اختصار کے پیش نظر "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کی ہیں ورنہ علامہ شوکانی اور حافظ ابن حزم، علامہ الجزائری وغیرہ نے استیعاب کیا ہے ساتھ ہی مخالف دلائل کا تجزیہ کر کے ان کی صحت کو ثابت کیا ہے۔ بہر حال ان احادیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ خمر (شراب) ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے عقل میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فتور واقع ہو اور ایسی نشہ آور ہر چیز حرام ہے۔ خواہ وہ انگوروں سے ہو یا کھجوروں سے گندم سے ہو یا جو سے۔ ان احادیث کی روشنی میں احناف کا "من الشجرتین" والی روایت سے استدلال کرنا بھی باطل ٹھہرتا ہے۔ جبکہ وہ روایت احناف کے اس مدعٰی کے خلاف بذاتہٖ ایک اٹل دلیل ہے جس کی بنیاد انھوں نے لغت پر رکھتے ہوئے کہا کہ شراب صرف انگوروں سے ماخوذ کو کہتے ہیں۔

ان احادیث صحیحہ سے انکار اور صحابہ و فقہاء اور ائمہ لغت کے متفقہ فیصلے سے فرار سے ایک مسلمان کے دل میں قلق اور اضطراب کا پیدا ہونا بدیہی امر ہے چنانچہ حافظ ابن حزم احناف کی ان حیلہ سازیوں سے تنگ آکر اپنے احتجاج و احساسات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

وان ذالک مردود الی سائر النصوص فھل فی الضلال اشنع ممن جعل قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخمر من ھاتین الشجرتین النخلۃ و العنبۃ علی غیر الحقیقۃ بل علی التدریس فی الدین .... ھل ھذا الا فعل الفساق والملغزین فی الدین العابثین فی کلامھم؟ فسحقا فسحقا لکل ھوی یحمل علی ان ینسب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ھذا مما یترفع عند کل مجد لا یرضی بالکذب وسیردون ونرد ویعلمون ونعلم واللہ لنطولن الندامۃ علی مثل ھذا ان عظا تم والحمد للہ علی ھداہٗ لنا کثیراً فما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ" (محلی ص ۴۹۵ ج ۱۱)

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اپنے اس واشگاف احتجاج میں یہ کہنا چاہتا ہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی غیر حقیقی تعبیر و توجیہہ کرنا نہ صرف یہ کہ دین میں بیہودیانہ طرز تدلیس ہے بلکہ ضلالت و گمراہی کی وہ بدترین مثال ہے جس کی توقع فسق و فجور سے متعفن ذہنوں اور عبث و ہوس کے تابع قلوب سے ہی رکھی جا سکتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس غلط انتساب و تاویل پر کروڑہا لعنت اور ایسی دریدہ دہنی اور خلافِ شریعت اس بغاوت و جسارت کا تصور کسی باعزت و ذیشان صاحب علم سے نہیں ہو سکتا۔ بہر حال اس سنگین جرم کے عتاب و عقاب کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہو گا۔ تاہم اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابن حزم رحمۃ اللہ کے متعلق اگرچہ یہ مشہور ہے کہ حجاج بن یوسف کی تلوار اور ابن حزم کا قلم یکساں تھا۔ لیکن اس سے مجھے قدرے اختلاف ہے کہ حجاج کی تلوار اکثر ظلم پر اٹھتی جبکہ ابن حزم کا قلم اکثر ہی حق کی حمایت کیلئے حرکت میں آتا اور "اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین" اور "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" کا بھی یہی تقاضا ہے۔ چنانچہ ابن حزم کا مذکورہ تبصرہ اسی بات کا مظہر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکتہ آفرینی

اسلام کے احکام و مسائل میں جو حکمت و فلسفہ پنہاں ہے اس تک رسائی ہر ایک کے بس کا روگ نہیں اگرچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگردِ رشید حافظ ابن القیمؒ کے علاوہ دیگر ائمہ و محدثین کے بعد شاہ ولی اللہؒ جیسے مجددین نے اس اہم پہلو پر خاصی کامیاب خامہ فرسائی کی ہے لیکن بقول شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

"جمعی کہ سرمایہ علم ایشان شرح وقایہ و ہدایہ باشد کجا ادراک ایں سر دقیق تواند کرد۔

ع کسی در صحن کاچی فلید جوید اصناع العمر فی طلب المحال

(ازالۃ الخفاء ص ۳۰۴ ج ۲)

ہمارے برادرانِ یوسف اس نعمتِ عظمیٰ سے تقریباً یکسر محروم ہیں اگرچہ وبالنظر کہ تعطیل احکام۔ اور لغت کے پردہ میں تنسیخ تعدیلِ ارکان میں انہیں خاصی مہارت ہے۔ لیکن فلسفہ و حکمت کا سمجھنا کچھ اور بات ہے۔ محدثین کو عطر فروشی کا طعنہ دینا تو آسان ہے۔ لیکن درحقیقت ع ملّاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

بہرحال ہم زیر بحث مسئلہ میں احناف کی ہاتھ کی صفائی کا ذکر کر رہے ہیں کہ انھوں نے کہا ہے کہ نام کی تبدیلی سے حکم کی تبدیلی لازم آجاتی ہے۔ احناف کی اس بات میں جو بودا پن ہے وہ کسی صاحبِ دانش پہ مخفی نہیں۔ لیکن احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ادنیٰ دلچسپی رکھنے والا اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہے کہ آپ کا ارشاد گرامی:

"ان ناسا من امتی یشربون الخمر یاسم یسمونھا بہ" (اوکما قال)

یعنی ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب لوگ شراب نوشی کریں گے۔ لیکن اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔ بریلوی حضرات کے نزدیک تو خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا ہی کہ احناف نے پیدا ہونا ہے۔ شاید اسی وجہ سے امت کو نجد عراق کی فتنہ خیزیوں اور شر انگیزیوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے متنبہ فرما دیا — تاہم آپ نے اس بات کو علامات قیامت کے طور پر ذکر کیا ہے جو یقیناً الہام و وحی پر مبنی ہے۔

بہر کیف ہم نو سیدۃ الجنۃ ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ اس فلسفہ کو ذکر کرنا چاہتے ہیں جو انھوں نے اس بحث میں ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے نام کی بنا پر حرام قرار نہیں دیا بلکہ اس سے پیدا ہونے والے نتائج اور عواقب کو پیش نظر رکھ کر اسے حرام قرار دیا۔ چنانچہ جو چیز بھی نتیجۃً شراب جیسی ہوگی یعنی اس سے عقل زائل ہو تو اس کی حرمت شراب سے قطعاً مختلف نہیں ہوگی۔ آپ کے الفاظ ہیں

ان اللہ لم یحرم الخمر لاسمها وانما حرمها لعاقبتها فكل شراب يكون عاقبته كعاقبة الخمر فهو حرام كتحريم الخمر (احکام القرآن قرطبی ج ۱۳۲/۱۰۶)

پول کھل گیا

مندرجہ بالا بحث سے آپ نے احناف کی لغت دانی اور فلسفہ بیانی کا اندازہ لگا لیا ہوگا۔ اب ذرا منطق خوانی کا حال بھی سن لیجئے۔ احناف کا دعویٰ ہے کہ علوم و فنون میں ہم بڑے ماہر ہیں کیونکہ ہم طلبا کو دس سال تک نحو، صرف اور منطق فلسفہ پڑھاتے اور فقہ سکھاتے ہیں — لیکن قرآن و سنت کی تعلیم کے بغیر یہ بات کوئی باعث فخر نہیں بلکہ کار ندامت ہے۔ کہ طلبہ کو اتنی دیر ہی نہیں بلکہ ساری عمر قرآن و سنت سے محروم رکھنے کی مذموم سازش کی جاتی ہے۔ ہمیں الحمد للہ فخر ہے کہ ہم ان علوم سے قطع نظر بھی نہیں کرتے لیکن قرآن و سنت کی تعلیم کو اولیت اور ترجیح دیتے ہیں بہر حال ایں سعادت بزور بازو نیست کہ

رضینا قسمة الجبار فینا لنا العلم وللجهال مال

لیکن اگر احناف کے اس دعویٰ کو بالفرض تسلیم کر لیا جائے تو بھی ان کی منطق خوانی کا پول کھل جاتا ہے کہ منطق کی تعریف یہ ہے کہ

"وعلم من هذا تعريف المنطق۔ بانه قانون يعصم مراعاته الذهن عن الخطاء في الفكر" (شرح تہذیب ص)

یعنی منطق وہ علم ہے کہ اس کے اصولوں کے ذریعے ذہن کو فکری غلطی سے محفوظ رکھا جائے — لیکن زیر نظر مسئلہ میں احناف نے اصولِ منطق کو پس نظر کرتے ہوئے وہ فکری غلطی کی ہے کہ اپنے دنیاوی و اخروی نتائج سے نہایت شرمناک ہے۔ مثلاً منطق کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قاعدہ ہے کہ صغریٰ، کبریٰ کو ملا کر ایک نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔ وہ نتیجہ اصول کے مطابق بالکل صحیح ہوتا ہے۔ چنانچہ زیر نظر مسئلہ میں جب ہم اس اصول کو بروئے کار لاتے ہیں تو احناف کے مدعا کی تردید ہوتی ہے۔ اور پتہ چلتا ہے کہ منطق کون جانتا ہے وہ یوں کہ حدیث ہے "کل مسکر خمر وکل خمر حرام"۔

یعنی ہر شراب نشہ آور ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اب اس میں صغریٰ کبریٰ کو ملا حد اوسط کے ذریعے نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ "کل مسکر حرام" یعنی نشہ آور چیز کسی شئی یا جنس سے کیوں نہ تیار ہو وہ حرام ہوگی — لہٰذا اصول منطق کے اعتبار سے احناف کا دعویٰ غلط ثابت ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ علم و ہنر پر مہارت کی لن ترانیاں اور فلسفہ و منطق سے متعلق منہ سگافیاں نہ صرف کہ خود فریبی ہیں بلکہ ضل و اضل کے مصداق اور "ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور" کے مترادف ہیں۔ غرضیکہ فلسفہ و لغت پر دعویٰ فرعونی کا بھانڈا تو چوراہے میں ٹوٹا ہی تھا۔ لیکن منطق جاننے کا بھرم بھی جاتا رہا۔ اور پول کھل گیا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوایاں ہوتیں

عود الی المقصود

مسئلے کے پہلے حصہ پر اگرچہ ہماری گفتگو ذرا طوالت کا شکار ہو گئی ہے۔ تاہم فائدہ سے خالی نہیں۔ اب ہم معذرت کے ساتھ مسئلے کے دوسرے حصہ کی طرف آتے ہیں۔ کہ احناف کے نقطہ نظر کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک شراب کا پینا تب قابل حد جرم ہے جب اتنی مقدار میں پی جائے کہ پینے والے پر مدہوشی طاری ہو جائے۔ عدالت عالیہ کے فاضل جج نے اپنے اختلافی نوٹ میں بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

لیکن احناف کے اس قول کی بنیاد دراصل اس بات پر ہے کہ انھوں نے چونکہ خمر یعنی شراب کو عنب یعنی انگوروں کے ساتھ خاص قرار دیا ہے۔ اور باقی نشہ آور مشروبات کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا کہ اگر ان کے پینے کی مقدار اتنی ہو کہ نشہ واقع ہو جائے تو وہ حرام ہوگی ورنہ نہیں — گویا غیر خمر میں جو چیز حد سکر کو پہنچ جائے وہ حرام ہوگی ورنہ نہیں اور انھوں نے سکر کے ساتھ قلیل و کثیر کا فرق پیش نظر رکھا ہے جیسا کہ فقہ کی کتب سے معلوم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتا ہے۔

ہم سابقہ بحث میں بالاختصار یہ ثابت کر چکے ہیں کہ انگور کی شراب یا کسی دوسری جنس سے ماخوذ شراب میں کوئی فرق نہیں تو پھر احناف کا خمر انگوروں کے ساتھ خاص کرتے ہوئے اور دوسری مسکرات میں قلیل و کثیر کا فرق کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید و تخویف کے ضمن میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ شراب نوش کریں گے اور اس کا نام تبدیل کرلیں گے۔

علاوہ ازیں احادیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح طور پر اس قلیل و کثیر کے فرق کو ختم کیا ہے اور دونوں کا ایک ہی حکم قرار دیا ہے مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل مسکر حرام وما اسکر الفرق منہ فملأ الکف منہ حرام (ترمذی بحوالہ نیل ج ۸ ص ۱۴۱)

یعنی ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس نشہ آور چیز کو زیادہ پینے سے نشہ آئے اس کا ایک چلو اور گھونٹ پینا بھی حرام ہے۔ یعنی نشہ آئے یا نہ آئے۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام" (ایضاً)

یعنی جس چیز کے زیادہ پی لینے سے نشہ پیدا ہو اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔

حافظ ابن حزمؒ حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کا زیادہ پینا عقل کو زائل کر دے اور نشہ چڑھائے اس کا زیادہ یا تھوڑا پینا ایک ہی حکم رکھتے ہیں ان کے الفاظ ہیں

والثانی انہ قد صح عن ابن مسعودؓ تحریم کل ما قل او کثر مما یسکر کثیرہ"

(محلی، ص ۴۸۹ جلد ۱۱)

حافظ ابن حزمؒ اور امام شوکانیؒ وغیرہ دیگر فقہا مثلاً ابن قدامہ، علامہ جزائری بھی ایسی متعدد احادیث و آثار کا ذکر کرتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ شراب کے متعلق احناف کا قلیل و کثیر والا فارمولا کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ بالمعنی عوام کو ایک ایسے مذموم کام کی رغبت دلانا ہے۔ جس سے پورے معاشرے میں طوفان بدتمیزی اور منکرات و بےحیائی کا سیلاب آسکتا ہے۔ ان احادیث و آثار کے پیش نظر ائمہ محدثین اور فقہاء و مصلحین کی ایک کثیر تعداد نے بھی احناف کے اس دعویٰ کی تردید کی ہے مثلاً امام ابن رشد لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقال جمهور فقهاء الحجاز وجمهور المحدثين قليل الانبذة وكثيرها المسكرة حرام" (بداية المجتهد ص ۲۹۳ ج ۱)

ایک دوسری جگہ موصوف رقمطراز ہیں :۔

"فقال اهل الحجاز حكمها حكم الخمر في تحريمها وايجاب الحد من شربها قليلا كان او كثيرا او لم يسكر" (ايضاً ص ۴۷۹ ج ۲)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ :۔

والجمهور من الامة على ان ما اسكر كثيره من غير خمر العنب فمحرم قليله وكثيره والحد في ذالك واجب" (احكام القرآن ص ۵۲ ج ۳)

علامہ الجزائریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"والراجح من هذه الاقوال ان كل شراب يسكر كثيره فشرب قليله حرام ويسمى خمرا وفي شربه الحد سواء كان الشراب من عصير العنب او التمر او الزبيب او الحنطة او الشعير او التين او الذرة او الارز او العسل او اللبن او غيرها نيئا كان او مطبوخا..... وسواء جامدة كان او مائعة" (كتاب الفقه ص ۲۱ ج ۵)

امام ابن قدامہؒ رقمطراز ہیں کہ :۔

ان كل مسكر حرام قليله وكثيره وهو خمر وحكمه حكم عصير العنب في تحريمه ووجوب الحد على شاربه وروى تحريم ذالك عن عمر وعلى و ابن مسعود وابن عمر وابي هريرة وسعد بن ابي وقاص وابي بن كعب و انس وعائشة رضى الله عنهم وبه قال عطاء وطاؤس ومجاهد والقاسم وقتادة وعمر بن عبد العزيز ومالك والشافعى وابوثور وابوعبيد واسحاق" (المغنى ص ۳۲۶ ج ۱۰)

مشہور محقق عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں :۔

واجماع الفقهاء فيما عدا ابوحنيفه واصحابه على ما اسكر كثيره فقليله حرام سواء سمى خمرا او كان له اسم الخمر وان شرب القليل من اى مسكر معاقب عليه ولم يسكر" (التشريع الجنائى الاسلامى ص ۵۰۱ ج ۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ تقریباً امام ابو حنیفہؒ اور ان کے مقلدین کے شرذمہ قلیلہ کے علاوہ تمام صحابہ کرامؓ، فقہاء و مجتہدین اور مشاہیر و محدثین کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے۔ کہ جو چیز بھی نشہ آور ہے اس کا نام خواہ کچھ بھی کہہ لیا جائے اور وہ خواہ کسی جنس سے بنائی گئی ہو علی الاطلاق اس کا تھوڑا پینا اسی طرح حرام ہے جس طرح اس کا زیادہ پینا حرام ہے۔

احناف سے سوال

اس مبحث میں امام شافعیؒ نے کتاب الام اور حافظ ابن حزمؒ نے محلی میں اخوان یوسف سے بڑا دلچسپ سوال کیا ہے۔ جسے ہم بلا تبصرہ ہدیہ قارئین کرتے ہیں ـــ وہ لکھتے ہیں کہ احناف کے نقطہ نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مسکر چیز کے نو پیالے نوش کرے لیکن مدہوش نہ ہو تو وہ حرام نہ ہو گی۔ لیکن اگر دسواں پیالہ نوش کیا اور مدہوش ہو گیا تو وہ حرام ہو گئی تو اب سوال یہ ہے کہ یہ پیالہ پینے سے پہلے حرام تھا یا بعد میں ہوا۔ یا یہ کہ پینے کے وقت حرام ہوا؟ اب اگر یہ کہا جائے کہ بعد میں حرام ہوا تو یہ بات اور عقل سلیم کے خلاف ہے کہ جو چیز باہر حلال تھی پیٹ میں جانے سے وہ حرام ہوتی اور اگر یہ کہا جائے کہ پیتے وقت حرام ہوئی تو یہ بھی درست نہیں کہ سکر تو اس میں پینے کے بعد پیدا ہوا پہلے اسے کیوں حرام کہا گیا۔ ورنہ پینے سے پہلے اور حال شرب کے حکم کا اختلاف بھی باطل ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ پینے سے پہلے حرام تھا تو پھر جس برتن میں تھی وہ پلید ہونا چاہیے۔ حالانکہ احناف اس بات کے بھی قائل نہیں۔ لہذا احناف کا یہ دعویٰ ہر وجہ سے باطل ہوا۔ بہر حال بینوا توجروا؟

مؤدبانہ التماس

وطن عزیز میں جب بھی نظام اسلام کے نفاذ کی بازگشت سنی گئی کئی دل دکھے کئی ذہن خلجان و پریشان ہوئے اور طرح طرح کے حیلے بہانوں سے اس نعمت کو ٹھکرانے کی سوچی ـــ ایسے مہربانوں میں سے ایک مکتب فکر ایسا بھی رہا جسے ہمیشہ یہ شکوہ رہا کہ:۔

لیوسف و اخوہ احب الی ابینا منا ونحن عصبۃ ان ابانا لفی ضلال مبین (یوسف)

یعنی ہم اکثریت میں ہونے کے باوجود اس بے اعتنائی کا شکار کیوں ہیں۔ ہماری منطق، فلسفہ اور فقہ کیوں نہیں چلتی لہذا اس نظام کو یا تو بالکل ختم کر دیا جائے یا پھر سعودی عرب بھیج دیا جائے۔ تاکہ یہ سچ ہو کہ:۔

© rasailojaraid.com